بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی
حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز واقعات کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 1 رفروری 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (برطانیہ)

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ۔ آپ بڑے دراز قد اور خوبصورت چہرے کے مالک تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل اسلام میں شامل ہو چکے تھے۔ ابتدائی ایمان لانے والوں میں سے تھے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ ابوحذیفہ بن عتبہ بنی امیہ میں سے تھے ان کے باپ کا نام عتبہ بن ربیعہ تھا سرداران قریش میں سے۔ حضرت ابوحذیفہ حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں شامل ہوئے تھے اور آپ کی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل نے بھی آپ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی اور قریش اپنی ایذاء رسانی میں ترقی کرتے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے اس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جن جن سے ممکن ہو حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر رجب پانچ نبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ان میں ابوحذیفہ بن عتبہ جن کا ذکر ہو رہا ہے یہ بھی تھے۔ جب یہ مہاجرین جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے شعیبہ پہنچے جو اس زمانے میں عرب کا ایک بندرگاہ تھا تو اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ ان کو ایک تجارتی جہاز مل گیا جو حبشہ کی طرف روانہ ہونے کو بالکل تیار تھا چنانچہ یہ اس میں سوار ہو گئے۔ حبشہ پہنچ کر مسلمانوں کو نہایت امن کی زندگی نصیب ہوئی اور خدا خدا کر کے قریش کے مظالم سے چھٹکارا ملا۔ لیکن جیسا کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے ابھی ان مہاجرین کو حبشہ میں گئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ایک اڑتی ہوئی افواہ ان تک پہنچی کہ تمام قریش مسلمان ہو گئے ہیں اور مکہ میں اب بالکل امن ہو گیا ہے۔ اس خبر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اکثر مہاجرین بغیر سوچے سمجھے واپس آ گئے۔

لیکن جب وہ مکہ کے پاس پہنچے تو حقیقت پتا چلی جس پر بعض تو چھپ چھپ کر اور بعض کسی طاقتور صاحب اثر رئیس قریش کی حفاظت میں ہو کر مکہ میں آ گئے اور بعض واپس چلے گئے۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔ بہرحال اگر مہاجرین حبشہ واپس آئے بھی تھے تو ان میں سے اکثر پھر واپس چلے گئے اور چونکہ قریش دن بدن اپنی ایذاء رسانی میں ترقی کرتے جاتے تھے اور ان کے مظالم روز بروز بڑھ رہے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر دوسرے مسلمانوں نے بھی خفیہ خفیہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی اور موقع پا کر آہستہ آہستہ نکلتے گئے۔ یہ ہجرت کا سلسلہ ایسا شروع ہوا کہ بالآخر ان مہاجرین حبشہ کی تعداد ایک سو تک پہنچ گئی جن میں اٹھارہ عورتیں بھی تھیں اور مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت ہی تھوڑے لوگ مسلمان رہ گئے۔ اس ہجرت کو بعض مؤرخین ہجرت حبشہ ثانیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ بعد میں جب ہجرت مدینہ کی اجازت ہوئی ہے تو ابوحذیفہ اور حضرت سالم جو آپ کے آزاد کردہ غلام تھے دونوں مدینہ ہجرت کر گئے۔ ہجرت انہوں نے مدینہ کی جہاں آپ دونوں حضرت عباد بن بشر کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوحذیفہ اور حضرت عباد بن بشر کے درمیان عقد

مؤاخات قائم فرمایا۔ حضرت ابوحذیفہ سریہ حضرت عبداللہ بن جحش میں بھی شامل تھے۔ یہ سریہ جو عبداللہ بن جحش کا تھا اس کی تفصیل یہ ہے کہ مکہ کے ایک رئیس کرز بن جابر بن فہری نے قریش کے ایک دستہ کے ساتھ کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر جو شہر سے صرف تین میل پر تھی اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ لوٹ کرلے گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ فوراً زید بن حارثہ کو اپنے پیچھے امیر مقرر کرکے اور مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس کے تعاقب میں نکلے اور صفوان تک جو بدر کے پاس ایک جگہ ہے اس کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔ اس غزوہ کو غزوہ بدرالاولیٰ بھی کہتے ہیں۔ کرز بن جابر کا یہ حملہ ایک معمولی بدویانہ غارت گری نہیں تھی بلکہ یقیناً وہ قریش کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف خاص ارادے سے آیا تھا بلکہ عین ممکن ہے کہ اس کی نیت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نقصان پہنچانے کی ہو مگر مسلمانوں کو ہوشیار پاکر ان کے اونٹوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا نکل گیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریش مکہ نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ مدینہ پر چھاپے مار مار کر مسلمانوں کو تباہ وبرباد کیا جائے۔ کرز بن جابر کے اچانک حملے نے طبعاً مسلمانوں کو بہت زیادہ خوفزدہ کردیا اور چونکہ رؤسائے قریش کی یہ دھمکی پہلے سے موجود تھی کہ ہم مدینہ پر حملہ آور ہوں گے اور مسلمانوں کو تباہ وبرباد کردیں گے اس وجہ سے مسلمان سخت فکرمند ہوئے اور انہی خطرات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ قریش کی حرکات وسکنات کا قریب سے ہوکر علم حاصل کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مہاجرین کی ایک پارٹی تیار کی اور مصلحتاً اس پارٹی میں ایسے آدمیوں کو رکھا جو قریش کے مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے تا کہ قریش کے مخفی ارادوں کے متعلق خبر حاصل کرنے میں آسانی ہو اور پارٹی پر آپ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش کو امیر مقرر فرمایا۔ اس میں یہ حذیفہ بن عتبہ بھی شامل تھے۔

مدینہ سے دو دن کا سفر طے کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق آٹھ افراد پر مشتمل یہ جماعت مکہ اور طائف کے درمیان واقع وادی نخلہ کی طرف روانہ ہوئی راستہ میں سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم گیا اور وہ اس کی تلاش کرتے کرتے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے اور باوجود بہت تلاش کے انہیں نہ مل سکے اور اب یہ پارٹی صرف چھ آدمیوں پر رہ گئی۔ مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت نخلہ پہنچی اور اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔ ان میں سے بعض نے اخفائے راز کے خیال سے اپنے سر کے بال بھی منڈوا دیئے تاکہ راہ گیر وغیرہ جو گزرنے والے ہیں یہی سمجھیں کہ یہ لوگ بھی عمرے کے لئے جارہے ہیں۔ ابھی ان کو وہاں پہنچے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اچانک وہاں قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ بھی آگیا جو طائف سے مکہ کی طرف جارہا تھا اور ہر دو جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے ہوگئیں ان کو پتا لگ گیا کہ یہ مسلمان ہیں انہوں نے ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خفیہ خفیہ خبر رسانی کے لئے بھیجا تھا لیکن دوسری طرف قریش سے جنگ شروع ہوچکی تھی اور اب دونوں حریف ایک دوسرے کے سامنے تھے اور پھر طبعاً یہ اندیشہ بھی تھا کہ اب جو قریش کے اس قافلے والوں نے مسلمانوں کو دیکھ لیا ہے تو اس خبر رسانی کا راز بھی مخفی نہ رہ سکے گا اور ایک دقت یہ بھی تھی کہ بعض مسلمانوں کو خیال تھا کہ شاید حرمت والے مہینے کا آخری ہے اور جس میں عرب کے قدیم دستور کے مطابق لڑائی نہیں ہونی چاہئے تھی دوسری طرف نخلے کی وادی بھی عین حرم کے علاقے کی حد پر واقع تھی۔ ان چھ مسلمانوں نے یہی فیصلہ کیا کہ قافلے پر حملہ کرکے یا تو قافلے والوں کو قید کرلیا جائے یا مار دیا جائے چنانچہ انہوں نے اللہ کا نام لے کر حملہ کردیا جس کے نتیجہ میں کفار کا ایک آدمی جس کا نام عمرو بن الحضرمی تھا مارا گیا اور دو آدمی قید ہوگئے لیکن چوتھا آدمی بھاگ نکلا اور مسلمان اسے پکڑ نہ سکے اور اس طرح ان کی تجویز جو تھی کہ ان کو پکڑ لیا جائے یا مار دیا جائے وہ کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئی اس کے بعد مسلمانوں نے قافلے کے سامان پر قبضہ کرلیا اور چونکہ قریش کا ایک آدمی بچ کر نکل گیا تھا اور یقین تھا کہ اس لڑائی کی خبر جلدی مکہ پہنچ جائے گی عبداللہ بن جحش اور اس کے ساتھی سامان غنیمت لے کر جلدی جلدی مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ علم ہوا کہ صحابہ نے قافلے پر حملہ کیا تھا تو آپ سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نے تمہیں شہر حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی اور پھر آپ نے مال غنیمت لینے سے انکار کر دیا کہ اس میں سے میں کچھ بھی نہیں لوں گا اس پر عبداللہ اور ان کے ساتھی سخت نادم اور پشیمان ہوئے اور انھوں نے خیال کیا کہ بس اب ہم خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ دوسری طرف قریش نے بھی شور مچایا کہ مسلمانوں نے شہر حرام کی حرمت کو توڑ دیا ہے۔ بالآخر قرآنی وحی نازل ہو کر مسلمانوں کی تشفی کا موجب بنی۔

چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اسلام کے خلاف رؤوسائے قریش اپنے خونی پراپیگنڈے کو حرمت والے مہینوں میں بھی برابر جاری رکھتے تھے۔ پس اس جواب سے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نازل فرمایا مسلمانوں کی تسلی ہونی ہی تھی قریش بھی کچھ ٹھنڈے پڑ گئے مسلمانوں نے جو دو کافروں کو قید کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فدیہ لے کر دونوں قیدیوں کو چھوڑ دیا لیکن ان قیدیوں میں سے ایک شخص پر مدینہ کے قیام کے دوران میں آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ اور اسلامی تعلیم کی صداقت کا اس قدر گہرا اثر ہو چکا تھا کہ اس نے آزاد ہو کر بھی واپس جانے سے انکار کر دیا اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آپ کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا اور بالآخر بئر معونہ میں شہید ہوا اس کا نام حکم بن قیسان تھا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوحذیفہ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ غزوہ بدر کے دن آپ اپنے والد سے مقابلے کے لئے آگے بڑھے کیونکہ ان کے والد مسلمان نہیں تھے، کافروں کے ساتھ آئے تھے تو نبی ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا اور فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، کوئی اور اسے قتل کر دے گا چنانچہ آپ کے والد چچا بھائی اور بھتیجے سب قتل ہوئے۔ حضرت ابوحذیفہ نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا اور اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اس نصرت پر شکر بجالائے جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں ظاہر کی تھی یعنی فتح عطا فرمائی تھی۔ اس واقعہ کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کا مقابلہ عباس سے ہو وہ اسے قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبوری میں نکلے ہیں قیدی بنا لینا قتل نہ کرنا۔ اس پر حضرت ابوحذیفہ نے جب ان کے پاس یہ بات پہنچی اپنے کسی ساتھی سے کہا کہ کیا ہم اپنے باپوں بھائیوں اور رشتہ داروں کو تو قتل کریں لیکن عباس کو چھوڑ دیں۔ یہ کیا ہوا۔ خدا کی قسم میں ضرور ان پر تلوار چلاؤں گا اگر میرے سامنے آئے۔ آنحضرت ﷺ تک جب یہ بات پہنچی تو آپ نے حضرت عمر کو فرمایا کہ یا ابا حفص۔ اے ابوحفص رسول خدا کے چچا کے چہرے پر تلوار سے وار کیا جائے گا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں تلوار سے ان کی گردن اڑا دوں۔ خدا کی قسم اس میں نفاق پایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس سے منع کر دیا۔ حضرت ابوحذیفہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں اس بات کے شر سے جو اس دن میں نے کہی امن میں نہیں رہ سکتا۔ سوائے اس کے کہ شہادت کی موت اس کے شر سے مجھے ٹال دے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پس آپ کو جنگ یمامہ کے روز شہادت نصیب ہوئی۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے مقتولین کو ایک گڑھے میں پھینکنے کا حکم دیا پس انہیں اس میں پھینک دیا گیا۔ تو حضرت ابوحذیفہ کے چہرے سے ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے کیونکہ ان کے والد کو بھی کنوئیں میں پھینکا جا رہا تھا۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اے ابوحذیفہ! خدا کی قسم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تمہیں اپنے والد سے ہونے والا سلوک برا لگ رہا ہے حضرت ابوحذیفہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم مجھے اللہ اور رسول ﷺ سے متعلق کوئی شبہ نہیں لیکن میرا والد بردبار سچا اور صائب الرائے شخص تھا لیکن اس میں بدنیتی نہیں تھی اور میں چاہتا تھا کہ اللہ اس کی موت سے پہلے اسے اسلام کی طرف ہدایت دے دے لیکن جب میں نے دیکھا کہ ایسا ہونا اب ممکن نہیں رہا اور اس کا وہ انجام ہوا جو اس کا انجام ہوا تو اس بات نے مجھے دکھی کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوحذیفہ کے حق میں بھلائی کی دعا فرمائی۔ حضرت ابوحذیفہ نے تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شرکت کی توفیق پائی اور حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں

جنگ یمامہ میں ترپن یا چون سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں ہمارے جماعت کے ایک دیرینہ خادم سلسلہ و بزرگ پروفیسر سعود احمد خان صاحب دہلوی کا ذکر وں گا جن کی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ آپ 21 ر جنوری کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ آپ کے والد حضرت محمد حسن احسان دہلوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ اسی طرح آپ کے دادا حضرت محمود حسن خان صاحب مدرس پٹیالہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے 313 اصحاب کی فہرست میں 301 نمبر پر آپ کا نام درج فرمایا ہے پروفیسر سعود خان صاحب کے والد حضرت محمد حسن احسان دہلوی کو دس بارہ سال کی عمر میں خطبہ الہامیہ کے موقع پر قادیان جا کر اس عظیم الشان نشان کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی توفیق ملی۔ پروفیسر سعود خان صاحب نے اپریل 1945ء میں وقف کیا تھا۔ آپ علیگڑھ سے فارسی میں بی۔ اے آنرز تھے آپ کے ساتھ آپ کے بھائیوں کے وقف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1955ء میں ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ماسٹر محمد حسن احسان صاحب نے ایسا نمونہ دکھایا ہے جو قابل تعریف ہے۔ وہ ایک معمولی مدرس تھے اور ایک غریب آدمی تھے۔ انہوں نے فاقے کر کر کے اپنی اولاد کو پڑھایا اور اسے گریجویٹ کروایا اور پھر سات لڑکوں میں سے چار لڑکوں کو سلسلے کے سپرد کر دیا اب وہ چاروں خدمت دین کر رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو 1950ء میں غانا مغربی افریقہ میں خدمات دینیہ کے لئے بھجوایا۔ 1950ء میں مغربی اور مشرقی افریقہ اور ہالینڈ کے لئے آٹھ مبلغین احمدیت کی روانگی کے متعلق تحریک احمدیت میں آپ کا نام سرفہرست ہے۔

پروفیسر سعود خان صاحب دہلوی کے شاگردوں میں مکرم عبدالوہاب آدم صاحب گھانا اور بی کے آڈو صاحب شامل تھے۔ 1968ء میں پاکستان واپس آنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مکرم پروفیسر سعود احمد خان صاحب دہلوی کو تعلیم الاسلام کالج میں تدریس کی ذمہ داری سونپی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جامعہ احمدیہ میں ایک سال کے لئے بطور انگریزی استاد مقرر فرمایا۔ آپ کی بیٹی راشدہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ میرے والد صاحب نہایت حلیم الطبع غایت درجہ کے منکسر المزاج اور متبحر عالم تھے۔ نہایت عبادت گزار تہجد گزار بزرگ تھے۔ نہایت اکرام ضیف کرنے والے اور متواضع انسان تھے۔ ان کے بھتیجے نفیس احمد عتیق جو مربی سلسلہ ہیں کہتے ہیں کہ انتہائی منکسر المزاج تھے متقی تھے متوکل علی اللہ ایک نیک اور سادہ انسان تھے۔ آپ کی وفا اور خدمت دینیہ کا جذبہ تمام واقفین زندگی کے لئے ایک مثالی رنگ رکھتا تھا۔

حضور انور نے فرمایا: حقیقت میں ان کے بارے میں جو لکھا گیا ہے ان کی خوبیاں اس سے بہت زیادہ تھیں خلافت سے انتہائی محبت اور اطاعت کا تعلق تھا اور غیر معمولی معیار تھا اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اور نسل کو بھی خلافت اور جماعت سے ہمیشہ وابستہ رکھے اور ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ نماز کے بعد میں ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 1st - February - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB